JOURNAL OF ISLAMIC AND RELIGIOUS STUDIES

OPEN ACCESS
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk

JIRS, Vol.:7, Issue: 1, Jan – June 2022,
DOI: 10.36476/JIRS.7:1.06.2022.10, PP: 33-56

خواجہ غلام فریدؒ کے سرائیکی کلام پر عربی زبان وادب کے اثرات

Impacts of Arabic Language and Literature on Khawaja Farid's Saraiki Poetic Work

Dr. Hafiz Abdul Majeed
Assistant Professor, Department of Islamic Studies &Arabic,
Gomal University, Dera Ismail Khan
Dr. Irshadullah
Theology Teacher
Govt. Middle School No.1, Bandkurai, Dera Ismail Khan.

Version of Record Online/Print:
20-06-2022

Accepted:
13-06-2022

Received:
31-01-2022

Abstract

Khawaja Ghulam Farid, the Rūmī of Sira'īkī language, is one of the famous Sufi poets of South Asia who is popular among the public and elite alike due to his scholarly position, intellectual stature, and poetic excellence. The influence of the Arabic language is clear in his poetry, but this influence seems to be more reflected from the Qur'ān, Ḥadīth and Sufism than from Arabic prose or Arabic poetry. Intellectually, it is difficult to understand depth of the meanings and demands of his words without the use of Arabic words. The use of hints from Qur'ānic and Islamic history in a simple, easy, and clear manner increases the effectiveness of his poetry. Short and eloquent Arabic sentences have been made a permanent part of Kāfi's with great skill, their accuracy and intellectual depth have become evidences, as well as the beauty of speech and emphasis have also led to an increase in expression. The main theme of his poetry is the idea waḥdah al-wajūd. It would be absurd to call him the best and most effective exponent of the theory of waḥdah al-wajūd in his era.

Keywords: *Khawaja Ghulam Farid, Sarā'īkī language, Arabic language, poetry, prose, literature*

CC BY

خواجہ غلام فریدؒ کے سرائیکی کلام پر عربی زبان وادب کے اثرات

ڈاکٹر حافظ عبدالمجید
اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ عربیک،
گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان
ڈاکٹر ارشاد اللہ،
تھیالوجی ٹیچر،
گورنمنٹ مڈل سکول نمبر ا، بند کورائی، ڈیرہ اسماعیل خان

خلاصہ

خواجہ غلام فرید، سرائیکی زبان کا رومی، کا شمار جنوبی ایشیاء کے مشہور صوفی شعراء میں ہوتا ہے جو اپنے علمی مقام، فکری مرتبے اور شاعرانہ عظمت کی بدولت عوام وخواص میں یکساں مقبول ہیں۔ ان کی شاعری میں عربی زبان سے تاثر واضح ہے مگر یہ تاثر عربی نثر یا عربی شاعری کی بنسبت قرآن وحدیث اور تصوف سے زیادہ منعکس ہوتا نظر آتا ہے۔ فکری لحاظ سے ان کے کلام کے معانی ومطالب میں موجود عمق اور گہرائی کی ادائیگی عربی کلمات کے استعمال کے بغیر مشکل نظر آتی ہے۔ سادہ، سہل اور واضح انداز میں قرآنی اور اسلامی تاریخ کی تلمیحات کا استعمال ان کی شاعری کی افادیت میں اضافہ کر دیتا ہے۔ عربی کے مختصر اور بلیغ جملوں کو بڑی مہارت کے ساتھ کافیوں کا مستقل حصہ بنایا جانا، ان کی دقت نظری اور فکری عمق کے شواہد بننے کے ساتھ ساتھ کلام کے حسن وجمال اور زور بیان میں اضافے کا سبب بھی بنے ہیں۔ ان کی شاعری کا مرکزی موضوع نظریہ وحدت الوجود ہے۔ انہیں اپنے عہد میں نظریہ وحدۃ الوجود کا بہترین اور مؤثر ترین شارح کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

کلیدی کلمات: خواجہ غلام فرید، سرائیکی، عربی، شاعری، نثر، نظم

تعارف

جنوبی ایشیاء کے صوفی شعراء میں ایک بہت بڑا نام خواجہ غلام فرید کا ہے۔ انہیں سرائیکی زبان کا رومی کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے علمی مقام، فکری مرتبے اور شاعرانہ عظمت کی بدولت خاص وعام میں یکساں مقبول ہیں۔ انہوں نے صحراء میں بیٹھ کر فطرت کے مقاصد کی ترجمانی کی ہے اور ان کا نام محبت اور مٹھاس کا استعارہ بن گیا ہے۔ ان کا کلام فصاحت، بلاغت، قدرت بیان، ندرت اسلوب اور لطافت الفاظ کے اعتبار سے سرائیکی زبان کا نمائندہ کلام سمجھا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے ریاست بہاولپور کے علاقے چاچڑاں شریف میں ۲۶ ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ بمطابق ۲۵ نومبر ۱۸۵۴ء میں زہد و تقویٰ اور علم وحکمت کے حامل ایک گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے خاندان کی حضرت فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے ساتھ روحانی محبت وعقیدت کی وجہ سے آپ کا نام غلام فرید رکھا گیا۔[1]

قرآن کریم کی تعلیم کے بعد فارسی اور عربی کتب اپنے وقت کے بہترین اساتذہ سے پڑھیں۔ ساڑھے تیرہ سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی خواجہ فخر جہاں کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ۱۲۸۸ھ میں حضرت خواجہ فخر جہاں کے انتقال کے بعد ۴۵ سال کی

عمر میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ ۱۲۹۳ھ سے ۱۳۱۱ھ تک یعنی ۱۸ سال آپ روہی میں مقیم رہے۔ یہ قیام مسلسل نہ تھا، بلکہ اس دوران آپ چاچڑاں شریف، کوٹ مٹھن اور اپنے اہل خانہ سے بھی مربوط رہے۔ جبکہ آپ کا زیادہ تر وقت روہی میں ہی گزرتا رہا۔ ۸ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ بمطابق ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ فوائد فریدیہ، شرح لوائح جامی، مکاتیب فرید، ارشادات فریدی، مقابیس المجالس یا ارشادات فریدی آپ کی یادگار کتب ہیں۔[2] مگر سب سے زیادہ شہرت آپ کے سرائیکی دیوان "دیوان فرید" کو حاصل ہوئی۔ اس مضمون میں خواجہ غلام فریدؒ کے سرائیکی کلام پر عربی زبان وادب کے اثرات کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تمہید

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا دیوان ۲۷۱ یا ۲۷۲ کافیوں پر مشتمل ہے۔ اس دیوان میں علم وحکمت، حقائق ومعارف اور فکر و فلسفہ کا ایک بحرِ بے کراں موجزن ہے۔ اس میں "ماروں تھلاں وچ جھوک" والے فرید نے ہجر وفراق اور عشق کے درد و کرب کو لازوال انداز میں بیان کیا ہے۔ "روہی وٹھڑی ٹوبھا تار وے" کے عظیم شاعر نے تھل کے خوبصورت فطرتی مناظر کی منفرد انداز میں عکاسی کی ہے۔ "اتھاں میں مٹھڑی نت جان بلب" کہنے والے شاعر نے عشق رسولؐ کی کیفیات کو دلنشیں اسلوب میں پیش کیا ہے۔ "ہک ہے ہک ہے" کہہ کر توحید کے اسرار سے پردہ اٹھایا ہے۔ "خوش تھی فریدا شاد ول" کہہ کر ناامیدی اور مایوسی کے اندھیرے ختم کیے ہیں۔ "دنیادانہ تھی آشنا" کہہ کر دنیا کی بے ثباتی کا اعلان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا کلام کانوں کے راستے سے داخل ہو کر دلوں میں گھر کر جاتا ہے۔ روح کو سکون اور قرار دیتا ہے اور آنکھوں کو بے اختیار رونے پہ مجبور کر دیتا ہے۔ ان کے کلام کی سادگی، سلاست اور جاذبیت انسان کو مسحور کر دیتی ہے۔ درد سے معمور اس دیوان کو پڑھنے والا اہل دل آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

خواجہ فریدؒ کی شاعری نہ صرف سرائیکی وسیب میں بلکہ پورے برصغیر پاک وہند میں مقبول شاعری ہے اور عوام وخواص میں یکساں پسند کی جاتی ہے۔ ان کی شاعری اپنے ماحول کی عکاس ہے۔ خواجہ فریدؒ کی علمی وسعت، فکری عمق، لسانی مہارت اور فنی پختگی نے اسے سرائیکی زبان کا ایسا علمی، ادبی اور فنی اثاثہ بنایا ہے کہ سرائیکی ادب کا مؤرخ کسی قیمت پر اسے نظرانداز نہیں کر سکتا۔ خواجہ فریدؒ شاعرانہ ذوق کے حامل ایک علمی اور صوفی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ گھر، خانقاہ اور مذہبی ماحول میں رہ کر فارسی اور عربی کی بھرپور تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لیے عربی زبان وادب کی طرف آپ کا رجحان ہونا کوئی بعید نہیں۔ آپ کی شاعری صوفیانہ واردات وکیفیات کی عکاس ہے اور اس پر مزید یہ کہ زہد وتقویٰ کے ماحول سے مزین وآراستہ ہے۔ شاید یہی وجہ ہے امرؤالقیس اور متنبّی جیسی فحش شاعری کے برعکس آپ کی شاعری زہد وتقویٰ اور طہارت وپاکیزگی سے معمور ہے۔ وحدۃ الوجود اس کا بڑا موضوع ہے۔ آپ کے کلام پر عربی زبان وادب کے واضح اثرات ہیں۔ آپ کے ماحول اور دستیاب مآخذ سے تو نہیں لگتا کہ عربی زبان کے شعری دیوان یا مجموعے آپ کے پیش نظر رہے ہوں۔ مگر پھر بھی آپ کی شاعری پر عربی زبان وادب کی بڑی گہری چھاپ ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ عربی الفاظ، تراکیب، جملوں اور اصطلاحات کا استعمال کیسے کرتے ہیں۔

(ا)۔ عربی الفاظ وکلمات کا استعمال:

خواجہ فریدؒ نے اپنی سرائیکی شاعری میں عربی الفاظ، تراکیب، جملوں اور اصطلاحات کا وسیع پیمانے پر استعمال کیا ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرنے میں کوئی امر مانع نہیں کہ سرائیکی زبان کو علوم وفنون سے آشنا کرنے اور اسے وسعت دینے میں خواجہ

فریدؒ کا منفرد اور بے مثال کردار ہے۔ اس حوالے سے سرائیکی شعراء میں انہیں امامت کا درجہ حاصل ہے۔

ان کی سرائیکی شاعری میں عربی الفاظ کی کثرت ہے۔ بعض کافیاں تو لگتا ہے کہ سرائیکی سے زیادہ عربی الفاظ سے مملو ہیں۔ چند مثالیں دیکھئے:

"سبھ سرّ اسرار قدم دا ہے　　اتھ دخل نہ محض عدم دا ہے
بیو لا یعنی تے نادانی　　دل، دلدار تے دل، دل جانی
دل، اخلاص تے سبع مثانی　　مبدا دم قدم دا ہے
ڈیکھ شوکت شان پسارا　　محور، گردش سبع سیارہ
مرکز دور محیط دا سارا　　نقطہ دل آدم دا ہے"[3]

"سارا سر الاسرار یعنی سب سے بڑا راز اس قدیم ذات کا ہے، یہاں عدم کو کوئی دخل نہیں ہے۔ دل ہی دلدار اور محبوب جانی ہے، دل ہی کلام مجید کی سورہ اخلاص ہے، دل ہی مبداء خلق اور منتہائے عالم ہے، یہی باعث اظہار شان خداوندی ہے، سوائے دل کے اور سب لا یعنی اور نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز انسان کے لیے بنائی اور پھر انسان کی بنائے زندگی اس کا دل ہے، گویا کہ تمام عالم کا مرکز اور محور انسان کا عظیم الشان دل ہے۔ جو کہ پیدائش انسانی میں سب سے پہلے معرض وجود میں آتا ہے اور جس کی ابتدائی شکل ایک قطرہ یا نطفہ کی سی ہوتی ہے۔"

ان اشعار میں سر، اسرار، قدم، محض، عدم، لا یعنی، اخلاص، سبع مثانی، مبدء، شوکت، محور، سبع سیارہ، مرکز، دور، محیط اور نقطہ عربی الفاظ اور کلمات ہیں۔

"کیا افلاک عقول عناصر　　کیا متکلم غائب حاضر
سب جا نور حقیقی ظاہر　　کون فرید غریب بے چارہ "[4]

"آسمان، فرشتے، عناصر اربعہ، متکلم، غائب اور حاضر ہر چیز میں وہ نور حقیقی ظاہر ہے۔ فرید غریب بے چارہ کون ہے جو اس کی صفات کو بیان کر سکے۔"

ان اشعار میں افلاک، عقول، عناصر، متکلم، غائب، حاضر، نور، حقیقی اور ظاہر عربی الفاظ ہیں۔ پہلے شعر میں ایک 'کیا' کے علاوہ سبھی الفاظ عربی ہیں۔

"غافل شاغل ناسی ذاکر　　صالح طالح مومن کافر
سب ہے نور قدیم دا شان "[5]

"اگر چشم حقیقت آشنا سے دیکھے تو تمام دنیا میں اسے نور قدیم کی شان نظر آتی ہے۔ غافل ہو یا مصروف عبادت ہو، عابد و زاہد ہو یا فراموش کنندہ ذکر پروردگار ہو، صالح ہو یا طالح، مومن ہو یا کافر، سب اسی کے بندے ہیں اور اسی کی شان کے مظہر ہیں۔"

اس شعر میں 'سب'، 'ہے' اور 'دا' کے علاوہ سبھی الفاظ عربی کے ہیں۔

ذیل میں باون (۵۲) اشعار پر مشتمل ایک کافی میں سے، طوالت سے بچنے کے لیے، کچھ اشعار پیش کیے جا رہے ہیں۔ اس

پوری کافی میں عربی الفاظ کی اتنی کثرت ہے کہ ہر ایک شعر کو ترک کرنا مشکل لگ رہا ہے۔

"ہے ذکر عجب، ہے فکر عجب — ہے نفی عجب، ہے اثبات عجب
تھی باذل ترک وجود کرن — سک صوم صلاۃ زکوۃ عجب
حکمات عجب، شبہات عجب — درجات عجب، درکات عجب
ناسوت عجب، ملکوت عجب — جبروت عجب، لاہوت عجب
تلبیس عجب، تانیس عجب — تقدیس عجب، سطوات عجب
اوہام عجب، ابہام عجب — اعلام عجب، الہام عجب
ہمزات عجب، خطرات عجب — لمحات عجب، شطحات عجب
ہے قرب عجب، ہے بعد عجب — ہے وصل عجب، ہے فصل عجب
ہے قہر حجاب، عقاب عجب — ہے لطف نجات سبات عجب
تحقیق عجب، تصدیق عجب — تقلید عجب، عدول ثقات عجب
ہے قلب عجب، ہے سر عجب — ہے نفس عجب، ہے روح عجب
ہے حرم عجب، احرام عجب — حجاج عجب، عرفات عجب
جبریل عجب، تنزیل عجب — ترتیل عجب، تعمیل عجب
ہے ظہر عجب، تفسیر عجب — ہے نار عجب، ہے نور عجب
ہے کبر تے فخر غرور عجب — ہے نار عجب، ہے نور عجب
ہے بجل عجب، ہے طور عجب — ہے موسٰی تے میقات عجب"[6]

"ذکر عجیب ہے، فکر عجیب ہے، نفی عجیب ہے، اثبات عجیب ہے، نفی سے مراد لا الہ اور اثبات سے مراد الا اللہ ہے۔ جود و سخا کے راستے میں، سخاوت کرنے والے اپنے وجود کو بھی ترک کردیتے ہیں اور ساتھ ہی روزہ نماز اور زکوۃ سے دل لگائے رکھتے ہیں۔ اس راستے میں عجیب نکتے بھی سوجھتے ہیں اور شبہات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور پھر کہیں جا کر جنت کے درجے ہیں اور کہیں دوزخ کے طبقات ہیں۔ ناسوت، ملکوت، جبروت، اور لاہوت عجیب ہیں، یہ چاروں علیحدہ علیحدہ عالم عجیب و غریب ہیں۔ دنیا میں دوستی کے پردہ میں منافقت بھی کمال ہے اور پھر پاکیزگی کے ساتھ رعب حکومت بھی عجیب ہے۔ اوہام، ابہام، اعلام، الہام، یہ تمام کیفیات بھی عجیب ہیں۔ ہمزات، خطرات، لمحات اور شطحات بھی عجیب خطرات سلوک ہیں۔ کیفیات وجدانی میں ایک عجیب قرب اور عجیب بعد ہے، وصل بھی ہے اور فصل بھی یعنی صاف ملتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ قہر، حجاب اور عقاب بھی عجیب مراحل ہیں اور نجات و سبات یعنی کیفیت درویشی کا لطف بھی عجیب ہے۔ تحقیق، تصدیق، تقلید اور ثقات کی عدالت بھی عجیب ہے۔ قلب عجیب ہے اور سر یعنی راز بھی عجیب ہے۔ نفس اور روح کا تعلق

بھی عجیب ہے۔حرم،احرام،حجاج اور عرفات بھی عجیب ہیں اور ہر ایک میں کئی راز پنہاں ہیں۔جبریل، تنزیل،ترتیل اور تعمیل بھی عجیب مراحل ہیں۔ظاہر اور اس کی تفسیر، باطن اور اس کی تاویلات بھی عجیب ہیں، یہ کلام الٰہی کے معنی مطالب اور تفسیر کے مراحل بھی عجیب ہیں۔کبر، فخر اور غرور ہر ایک کا فرق بھی عجیب ہے اور نار ونور میں عجیب امتیاز ہے۔ نخل اور طور بھی عجیب ہے اور موسیٰ اور میقات بھی عجیب ہے۔"

خواجہ فریدؒ کا دیوان سرائیکی زبان میں ہے، ظاہر ہے اس میں سرائیکی زبان کے الفاظ اور کلمات کی کثرت ہے ہی۔ سرائیکی زبان کے علاوہ سب سے زیادہ الفاظ اور کلمات اگر کسی اور زبان کے ہیں تو وہ عربی ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی مادری زبان کے علاوہ عربی زبان میں بھی کامل مہارت رکھتے ہیں۔اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے اور اپنی وجدانی کیفیات کے ابلاغ کے لیے سرائیکی کے ساتھ ساتھ اسے بھی قادر الکلام شاعر کی طرح استعمال کرتے ہیں۔

(ب)۔عربی تراکیب کا استعمال:

سرائیکی زبان کے اپنے الفاظ اور اپنے معانی ہیں۔ان الفاظ کی اپنی ساخت اور اپنے اوزان ہیں۔اس زبان کے اپنے قواعد ہیں،ان سب کا اظہار سرائیکی زبان کی شاعری ہے اور ان تمام کا خوبصورت سنگم خواجہ فریدؒ کا دیوان ہے۔ عربی تراکیب اور ان کے استعمال کے لیے چند اشعار دیکھیے:

ا)۔امن اللہ، حرم اللہ،بیت اللہ:

"وہ امن اللہ معظم　　　وہ حرم اللہ محرم
وہ بیت اللہ مکرم　　　ہے رحمت دا سرمایا
ایہہ نور سیاہ مجسم ہے　　　عین سواد الاعظم "[7]

"سبحان اللہ کعبہ قابل عزت اور اللہ تعالی کے امن کی جگہ ہے،کیا ہی قابل تعظیم اللہ کا حرم ہے، سبحان اللہ، اللہ کا گھر مکرم ہے اور سرمایا رحمت ہے، یہ ملیح رنگ کا مجسم نور، جماعت کا مرکز ہونے کے لحاظ سے خود بہت بڑی جماعت ہے۔"

۲)۔مشہود دقائق،انوار حقائق:

"تھئے واضح مشہود دقائق　　　تھئے لائح،انوار حقائق "[8]

"راز کی باتیں جو نہایت باریک ہوتی ہیں یہاں مشاہدہ میں آ گئیں ہیں حقیقتوں کے نور بالکل ظاہر ہو گئے۔"

۳)۔بیت حزن:

"آ ڈیکھ فرید دا بیت حزن　　　ہم روز ازل دی تانگھ طلب "[9]

"اے محبوب حجازی! ذرا اپنے فرید کا بیت الاحزان تو آ کر ملاحظہ کر،اسے تو روز ازل سے تیری ہی طلب اور انتظار ہے۔"

۴)۔ مدالظل:

"ہے شمس تے مدالظل عجب ہم عکس عجب ذرات عجب "[10]

"سورج اور اس کے سایہ کا لمبا ہونا بھی عجیب ہے، اور اس کا عکس اور ذرے بھی عجیب ہیں۔"

(ج)۔ عربی جملوں کا استعمال:

شاعری نظم ہے اور نظم الفاظ کے موتیوں کو خوبصورت ہار کی صورت میں پرونا ہے۔ اگر کوئی دو الگ الگ قواعد والفاظ کی حامل زبانوں اور ان کے جملوں کو یکجا کر کے بصورت شعر پیش کرتا ہے تو یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اس سے جہاں اس کے ہاں دونوں زبانوں کی محبت اور ان سے تعلق کا پتہ چلتا ہے، وہیں ان زبانوں پر اس کی مہارت اور قدرت کی غمازی بھی ہوتی ہے۔ خواجہ فریدؒ کے ہاں عربی جملوں کا استعمال ملاحظہ ہو:

1. ذاتا فعلا کل شیء باطل، ایک مکمل عربی جملہ ہے، جس کا مطلب ہے کہ ذات اور فعل کے لحظ سے ہر چیز باطل ہے اور مٹ جانے والی ہے۔ دوسرے مصرعہ میں اسی مفہوم کو ایک اور رنگ میں ادا کیا گیا ہے اور اس مصرعہ میں بھی حق، فاعل اور عاطل کے الفاظ عربی ہیں۔

   "ذاتا فعلا کل شیء باطل حق ہے فاعل بیو سبھ عاطل "[11]

   "دنیا کی ہر ایک چیز فانی اور باطل ہے، باعتبار اپنی ذات کے ہو یا افعال کے، کیونکہ ذات باری تعالیٰ ہی فاعل ہے اور اس کے ماسوا بے کار ہیں۔"

2. "من این الی این، ماالحاصل فی البین، من علم الی العین" عربی جملے ہیں۔ درج ذیل دو اشعار میں ایک لفظ 'است' کے علاوہ سبھی الفاظ عربی کے ہیں۔

   "مِنْ اَیْنَ اِلٰی اَیْنَ است عجب مَاالْحَاصِلُ فِی الْبَیْنَ است عجب

   مِنْ عِلْمْ اِلَی الْعَیْنَ است عجب اسرار، رموز، نکات عجب"[12]

   "ابتداء اور انتہاء عجیب وغریب ہے اور ابتداء اور انتہاء کے درمیان جو فاصلہ ہے اس میں بھی عجیب اسرار اور رموز ہیں۔ علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین کے عجیب وغریب اسرار اور رموز ہیں۔"

3. سہ مصرعہ کافی میں تیسرا مکمل مصرعہ عربی کا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ دل اسی طرف رجوع کرتا ہے۔

   "ہر دم اوندی پیاس اسیسء میں لوہا او مقناطیسء

   اِنَّ الْقَلْبَ اِلَیه یُنِیْبُ"[13]

4. تین مصرعوں پر مشتمل بند میں "انا الحق" جملہ عربی کا ہے۔ اس کے علاوہ عاشق، مدام، مدامی، سبحانی، بسطامی اور منصور عربی زبان کے کلمات ہیں۔

   "عاشق مست مُدام مُدامی کہہ سبحانی بنڑ بسطامی

   آکھ أَنَا الْحَقْ تھی منصور"[14]

5. خواجہ فریدؒ نے عربی کے ایک مصرعہ "ھذَا جُنُوْنُ الْعَاشِقِیْں" کو اپنی ایک کافی کی زینت بنایا ہے۔ یہ کافی آٹھ بندوں پر مشتمل ہے۔اس میں پہلا اور دوسرا مصرعہ سرائیکی میں ہے، ہم وزن اور ہم قافیہ ہے، جبکہ تیسرا مصرعہ فارسی میں اور چوتھا عربی میں ہے، تیسرا اور چوتھا ہم وزن اور ہم قافیہ ہیں۔ اس طرح ہر بند کے آخر پر "ھذا جنون العاشقین" کی تکرار ہے۔ یہ کافی جہاں آپ کی شاعرانہ عظمت پر دلالت کرتی ہے وہیں فارسی اور عربی پر آپ کی مہارت کو بھی نمایاں کرتی ہے۔ مطلع، مقطع اور ایک بند ملاحظہ ہو:

"بن یار، سانول بیو کوئی نہیں — ھذَا جُنُوْنُ الْعَاشِقِیْں
بے اُو نہ آنست و نہ ایں — ھذَا جُنُوْنُ الْعَاشِقِیْں
واہ عشق ڈتڑی ذات ہے — تھئی رات سبھ پر بھات ہے
شد فرش دل عرش بریں — ھٰذَا جُنُوْنُ الْعَاشِقِیْں
خلقت کوں جیندی گول ہے — ہر دم فرید دے کول ہے
سوگندِ پیرِ فخر دیں — ھٰذَا جُنُوْنُ الْعَاشِقِیْں"[1615]

"محبوب حقیقی کے سوا اور کوئی مطمح نظر نہیں، یہ عشاق کا جنون ہے۔اس کے سوا آں اور ایں کچھ بھی نہیں ہے۔یہ عشاق کا جنون ہے، یعنی "جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے" کا عالم ہے۔ عشق نے ہی کیا پر کیف عطیہ بخشا ہے کہ تمام رات اس خاکی دل میں تجلیات الٰہیہ کا دور دورہ ہوتا رہا ہے، گویا یہ عرش بریں بن گیا ہے اور اسی شغل میں صبح ہو گئی ہے، یہ ہے جنونِ عشاق کا ایک منظر۔لوگ جس محبوبِ حقیقی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، پیر فخر الدین کی قسم، وہ فرید کے پاس موجود ہے اور یہ جنونِ عشق کی وجہ سے میسر ہوا ہے۔"

(د)۔قرآن کریم کے اقتباسات:

قرآن کریم اور حدیث نبوی عربی زبان وادب کے دو بنیادی منابع ہیں۔ان دونوں کی وجہ سے عربی زبان کو دائمی اور لازوال حیثیت وشہرت ملی ہے اور انہیں کی وجہ سے عربی آج تک ایک زندہ زبان ہے۔چنانچہ عربی زبان وادب کے اثرات جہاں بھی ہوں گے قرآن وحدیث کے انوار بھی وہاں ضرور جلوہ گر ہوں گے۔اس اعتبار سے خواجہ غلام فریدؒ کے دیوان کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور نمایاں نظر آتی ہے۔خواجہ غلام فریدؒ قرآن وحدیث سے از حد محبت کرنے والے اور ان کے سر چشمہ فیض سے فیض یافتہ ہیں۔ معنوی اعتبار سے تو ان کا کلام قرآن وحدیث کا مظہر ہے ہی ظاہری لحاظ سے بھی کچھ کم آئینہ دار نہیں ہے۔

شاعری میں صنعت اقتباس سے مراد کہ شاعر اپنے شعر میں قرآن پاک یا حدیث نبوی میں سے کچھ الفاظ حوالے کے لیے استعمال کرے۔یہ صنعت بہت مہارت اور احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔خواجہ فریدؒ نے قرآن کریم کے اقتباسات کو بڑی محبت، خوبصورتی اور مہارت سے اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔ان کے دیوان کے چند مقامات پیش کیے جاتے ہیں:

1. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُه وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ" (سورۃ

ق: 16)

"بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم ان وسوسوں کو بھی جانتے ہیں جو اس کا نفس اس کے دل ودماغ میں ڈالتا ہے اور اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے پھر ان خیالات کے احاطہ باری تعالیٰ میں ہونے کا ذکر فرمایا ہے جو انسان کے جی میں گزرتے ہیں۔انسان کی زبان اور اعضاء سے جو صادر ہوتے ہیں تو اس کو وہ بدرجہ اولیٰ جانتا ہے بلکہ وہ انسان کے ان احوال کا بھی علم رکھتا ہے جو خود انسان کے علم میں نہیں کیونکہ وہ انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے۔گویا انسان کے جمیع احوال کا علم اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ" (سورة الواقعة : 85)

"اور ہم اس مرنے والے سے تمہاری نسبت زیادہ قریب ہیں لیکن تم ہمیں دیکھتے نہیں ہو۔"

جب کسی مرنے والے کی روح اس کے حلق تک آ پہنچتی ہے تم اس وقت حسرت آلود نگاہوں سے اسے تک رہے ہوتے ہو، ہم اس وقت تم سے زیادہ اس مرنے والے شخص کے قریب ہوتے ہیں۔یعنی تم سے بھی زیادہ اس کے حال سے واقف ہوتے ہیں کیونکہ تم تو صرف ظاہری حالت دیکھتے ہو اور ہم اس کے باطنی احوال سے بھی مطلع ہوتے ہیں۔لیکن ہمارے اس قرب علمی کو تم سمجھتے نہیں ہو۔

ارشاد خداوندی ہے:

"هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ط يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ط وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ" (سورة الحديد:4)

"وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ ادوار میں پیدا فرمایا، پھر کائنات کی مسند اقتدار پر جلوہ افروز ہوا۔وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے خارج ہوتا ہے اور جو کچھ آسمانی کروں سے اترتا ہے اور جو کچھ ان میں چڑھتا ہوا داخل ہوتا ہے۔وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"یہاں سے خالق ارض وسما کے علم محیط کا ذکر ہو رہا ہے کیونکہ وہ صرف کلیات کا جاننے والا نہیں بلکہ جزئیات کا بھی عالم ہے، صرف بڑی بڑی چیزوں سے باخبر نہیں بلکہ حقیر سے حقیر سے، باریک سے باریک چیز سے بھی آگاہ ہے۔جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے، بیج ہو، بارش کا قطرہ ہو، ویسے کوئی چیز اس میں چھپادی جائے، کسی مردہ کو اس میں دفن کیا جائے، ویسے کوئی چیز گل سڑ کر اس میں تحلیل ہو جائے، وہ ان تمام چیزوں سے باخبر ہے۔اسی طرح زمین سے جو چیز نکلتی ہے، پانی کا چشمہ ہو، زمین سے اگنے والے درخت ہوں، کھیت ہوں، معدنیات ہوں، ان

پر بھی وہ مطلع ہے۔اسی طرح آسمان سے جو چیز اترتی ہے،فرشتے ہوں، وحی ہو، احکام الٰہی ہوں۔رزق ہو، غرضیکہ جو چیز اوپر سے نیچے نازل ہوتی ہے،وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے،اس طرح جو چیزیں نیچے سے عالم بالا کی طرف صعود کرتی ہیں،ملائکہ ہوں، اعمال حسنہ ہوں، اہل ایمان کی روحیں ہوں، کچھ بھی ہو،ان کا بھی اسے خوبی علم ہے۔وہ عرش پر بھی جلوہ فرما ہے اور تم سے بھی الگ اور بے تعلق نہیں۔تم جہاں کہیں بھی ہو وہ اپنے علم اور قدرت سے تمہارا احاطہ کیے ہوئے ہے۔صوفیاء نے معیت سے ایسی معیت مراد لی ہے جس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی۔"[17]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" (سورة الذاريات: 21)

" تمہارے نفوس میں بھی بہت سی نشانیاں ہیں۔سو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔"

اس آیت کی تفسیر میں سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

" باہر دیکھنے کی بھی حاجت نہیں خود اپنے اندر دیکھو تو تمہیں اس حقیقت پر گواہی دینے والی بے شمار نشانیاں مل جائیں گی، کس طرح ایک خوردبینی کیڑے اور ایسے ہی ایک خوردبینی انڈے کو ملا کر ماں کے ایک گوشہ جسم میں تمہاری تخلیق کی بنا ڈالی گئی۔کس طرح اس تاریک گوشے میں پرورش کرکے بتدریج بڑھایا گیا،کس طرح تمہیں بے نظیر ساخت کا جسم اور حیرت انگیز قوتوں سے مالا مال نفس عطا کیا گیا۔کس طرح تمہاری بناوٹ کی تکمیل ہوتے ہی شکم مادر کی تنگ وتاریک دنیا سے نکال کر تمہیں اس وسیع وعریض دنیا میں اس شان کے ساتھ لایا گیا کہ ایک زبردست خودکار مشین تمہارے اندر رنصب ہے،جو روز پیدائش سے جوانی اور بڑھاپے تک سانس لینے، غذا ہضم کرنے، خون بنانے اور رگ رگ میں اس کو دوڑانے،فضلات خارج کرنے، تحلیل شدہ اجزائے جسم کی جگہ دوسرے اجزاء تیار کرنے اور اندر سے پیدا ہونے والی یا باہر سے آنے والی آفات کا مقابلہ کرنے اور نقصانات کی تلافی کرنے، حتیٰ کہ تھکاوٹ کے بعد تمہیں سلا دینے کا کام خود بخود کیے جاتی ہے۔"[18]

سورہ ق،،الواقعہ،الحدید اور الذاریات کی مندرجہ بالا آیات کے الفاظ اور مفاہیم کو ذہن میں رکھتے ہوئے خواجہ فریدؒ کے کلام کی طرف پلٹتے ہیں۔وہ کہتے ہیں:

"نَحْنُ اَقْرَبُ راز انوکھا   وَھوَ مَعَکُمْ ملیا ہوکا

سمجھ سنجھانڑو عالمِ لوکا   ہے ہر روپ میں عین نظارا"[19]

"نحن اقرب کا راز عجیب وغریب ہے اور و ھو معکم کی منادی بھی ہو چکی ہے۔اے دنیا کے لوگوں اس بات کو اچھی طرح سمجھ اور پہنچان لو کہ ہر صورت میں عین اسی کا جلوہ ہے۔"

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ بھیت بتاوے   نَحْنُ اَقْرَبُ بِین وَجاوے

لَوْ دُلِّيْتُمْ گیت سناوے لفظ أَنَا الْحَقْ بولے[20]

"وہ ذات محبوب ازل کبھی کلمہ وفی انفسکم فرما کر اپنا راز ظاہر کرتا ہے اور کبھی نحن اقرب کی بین بجا کر کائنات کو اپنی ذات سے آشنا کرتا ہے اور کبھی لو دلیتم کا گیت سناتا ہے اور کبھی انا الحق کی آواز بلند فرماتا ہے۔"

"سوہنا نَحْنُ اَقْرَبُ ڈسداڑی ساڈے نال نہ ہَس رَس وَسداڑی[21]

"اے سکھی محبوب عالم افروز تو ہم کو اپنا پتہ نحن اقرب میں دیتا ہے۔ مگر وہ تو ہمارے ساتھ ہس رس کے آباد بھی نہیں ہوتا اس کا کیا سبب ہے۔"

2. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ، لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ" (سورة الانعام: 102،103)

"یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے علاوہ کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہی ہر چیز کا خالق ہے پس تم اسی کی عبادت کیا کرو اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔"

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا خالق اور مالک ہے، وہی انسانوں کے امور و معاملات کا مدبر ہے، وہ تمام موجودات کا خالق ہے لہٰذا اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ تنہا ہی ہے عبادت کا استحقاق رکھتا ہے۔ وہ ہر چیز کی حفاظت فرمانے والا، تدبیر فرمانے والا اور کارساز ہے۔ آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں اور اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ مگر وہ اپنے علم اور قدرت کی وجہ سے انہیں دیکھتا بھی ہے اور ان کا احاطہ بھی کیے ہوئے ہے۔ وہ اپنے بندوں کے مصالح کو بہت اچھی طرح جاننے والا ہے۔[22]

ان آیات میں سے ایک جملہ کو خواجہ فریدؒ نے اپنی شاعری میں اقتباس کے طور پر استعمال کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"سلب ثبوت جتھاں مسلوبٖ اتھ نہ طالب نہ مطلوبٖ

ہے لا يدركه الأبصار بے حد مطلق، مطلق بے حد"[23]

"جہاں ثبوت اور عدمِ ثبوت کی ہی نفی ہے، وہاں نہ کوئی طالب ہے نہ مطلوب، وہاں بس لا یدرکہ الابصار ہے یعنی آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ بے حد مطلق ہے اور مطلق بھی ایسا کہ جس کی کوئی حد نہیں۔"

پیر پیغمبر غوث قطب سَبھ کیا مرسل کیا اوتار

کرِن منادی رورو کے لا یدرکه الابصار"[24]

"پیر، پیغمبر، غوث، قطب، مرسل اور اوتار تلاش حقیقت میں رو رو کر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔"

"لا يدركه الأبصار عجب لا يحجبه الاشكال عجب

وہ جذبة من جذبات عجب راحات عجب لذات عجب

والقلم عجب والنون عجب — واللیل ہے رمز بطون عجب
والشمس تے والصافات "[25] — والتین تے والزیتون عجب

"آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں یہ بھی عجیب ہے اور شکلیں اس کو پردہ نہیں دے پاتیں یہ بھی عجیب بات ہے۔ دیگر جذبات کے علاوہ محبت کے جذبات کا پیدا کرنا بھی کیا عجیب چیز ہے اور پھر راحتوں اور لذتوں کے تو کیا کہنے ہیں۔ والیل بطون کی رمز ہے اور کیا ہی عجیب ہے۔ والقلم اور نون قرآنی سورتوں کے مخفی رموز عجیب روحانی لطف رکھتے ہیں۔ قرآنی سورتوں: والتین، والزیتون، والشّمس، والصفات میں جو روحانی تجلیات ہیں، وہ بھی بہت دلپذیر ہیں۔"

3. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَه ط لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ" (سورة القصص: 88)

"تم اللہ کے ساتھ کسی خود ساختہ معبود کو نہ پوجو۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ حکم اسی کا ہے اور تم سب اسی کی طرح لوٹائے جاؤ گے۔"

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو خدا بنا کر مت پکارو، اس وحدہ لاشریک کی عبادت میں اپنی زندگی گزار دو، ساری دنیا اپنی جملہ نعمتوں، وسعتوں اور کثرتوں کے باوجود فانی ہے۔ عرش وفرش، مہر وماہ سب فنا ہو جائیں گے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات باقی رہے گی۔ اِلَّا وَجْهَه کا یہ مطلب بھی یہاں کیا گیا ہے کہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے مگر وہ اعمال جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیے گئے ہیں انہیں ہی بقا و دوام حاصل ہوگا۔[26][27]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ،وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ" (سورة الرحمن: 26, 27)

"ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانیوالا ہے اور آپ کے رب ہی کی ذات باقی رہے گی جو صاحب جلال انعام اور صاحب انعام واکرام ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِه شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" (سورة الشوریٰ:11)

"وہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ جس نے تمہاری اپنی جنس سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیے اور اسی طرح جانوروں میں بھی انہیں کے ہم جنس جوڑے بنائے اور اسی طریقہ سے وہ تمھاری نسلیں پھیلاتا ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہہ نہیں، وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

خواجہ فریدؒ نے اس آیت کے ایک جملے: "لیس کمثلہ شیء" کو اقتباس کے طور لیا ہے۔ پہلے اس جملے کے بارے میں ایک مفسر کی رائے پیش کی جاتی ہے:

"اصل الفاظ میں "لیس کمثله شیء" کوئی چیز اس کے مانند جیسی نہیں، مفسرین اور اہل لغت میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس میں لفظ مثل پر کاف (طرف تشبیہ) کا اضافہ محاورے کے طور پر کیا گیا ہے جس سے مقصود محض بات میں زور پیدا کرنا ہوتا ہے اور عرب میں یہ طرز بیان رائج ہے۔ بعض دوسرے حضرات کا قول یہ ہے کہ اس جیسا کوئی نہیں کہنے کے بجائے اس کے مثل جیسا کوئی نہیں کہنے میں مبالغہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر بفرض محال اللہ کا کوئی مثل ہوتا تو اس جیسا بھی کوئی نہ ہوتا۔ کجا کہ خود اللہ جیسا کوئی ہو۔"[28]

خواجہ فریدؒ نے ان آیات کے بعض جملوں کو بھی اقتباس کے طور پر اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے، وہ کہتے ہیں:

"حسن مجازی کوڑا ہے فانی بر باد
کتھ مجنوں کتھ لیلیٰ کتھ شیریں فرہاد
کُلُّ شَیْءٍ غیر خدا دے هالِكٌ بے بنیاد[29]

"مجازی حسن جھوٹا، فنا ہونے والا اور برباد ہو جانے والا ہے۔ مجنوں اور لیلیٰ کہاں ہیں؟ شیریں اور فرہاد کدھر چلے گئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز ختم ہو جانے والی ہیاور اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔"

"بہہ کر کلھڑئیں رمز سجھائی پیر مکمل عارف کامل
وَجه الله فرید ہے باقی باقی هالِكٌ، زاہق، زائل"[30]

"مرشد مکمل اور عارف کامل نے خلوت میں بیٹھ کر یہ راز سمجھایا ہے کہ اے فرید ذات باری تعالیٰ ہی حی قیوم ہے، وہ لازوال اور باقی ہے۔ اس کے سوا سب کچھ ہلاک ہونے والا، مٹ جانے والا اور فنا ہونے والا ہے۔"

"لَیْسَ کَمِثْله شَیْءٌ سبھ شے اُس نوں جان
یَبْقیٰ وجه رَبِّکْ باقی کُلُّ شَیْءٍ فَانْ"[31]

"اس کی مانند اور کوئی شیء نہیں ہے، وہ بے نظیر اور عدیم المثال ہے۔ تو سب شیء میں اسی کا جلوہ یقین کر اور سب شیء اسی قادر کی قدرت کا مظہر سمجھ۔ تیرے رب حی و قیوم کی ذات باقی رہے گی، باقی تمام اشیاء اور مخلوق فانی ہیں۔ اس اصول کو مد نظر رکھ لے۔ اللہ بس، باقی ہوس۔"

4. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ" (سورة ق:22)

"حقیقت میں تو اس دن سے غفلت میں پڑا رہا۔ سو ہم نے تیرا پردہ غفلت ہٹا دیا، پس آج تیری نگاہ تیز ہے۔"

اس آیت کے ایک جملے " فبصرک الیوم علیک حدید" کو خواجہ فریدؒ نے اقتباس کے طور پر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"الیوم بصرحدید وے — ہر وقتِ یارتے دید وے
کھولی عشق قلب کلید وے — تھئے گجھڑے راز پدید وے
امارہ نفس عنید وے — کر صُلح تھیُم مُرید وے
وہ جذب دی تائید وے — وہ فقر دی تمہید وے
تھی محو گفت وشنید وے — گئے وسر وعدو عید وے"[32]

"آج نگاہیں تیز ہو رہی ہیں اس لیے کہ ہر وقت محبوب کے روئے زیبا پر آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ عشق نے ہمارے دل کے قفل چابی لگا کر کھول دیئے ہیں اب اسرار مخفی اور پوشیدہ سب ظاہر ہو گئے۔ نفس امارہ جو خطرناک دشمن ہے اس نے مجھ سے صلح کر دی ہے اور اب وہ میرا فرمانبردار مرید ہو گیا۔ سلسلہ فقر و سلوک کی تمہید بھی عجیب مرحلہ ریاضت ہے۔ جذب نے وہ تائید اور امداد کی اور گفت وشنید کی محویت اور لذت کلام کی وجہ سے وعدہ وعید سب بھول گئے اور سالک مست محو بذات اور وصل باللہ کی معراج کو پہنچ گیا۔"

(ھ)۔ حدیث نبوی کے اقتباسات:

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اصدق کلمة قالها شاعر کلمة لبید: الاکل شیء ماخلا الله باطل"[33]

"سب سے سچا قول جسے کسی شاعر نے کہا ہے، وہ لبید کا یہ قول ہے: آگاہ رہو، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل اور مٹ جانے والی ہے۔"

خواجہ فریدؒ کہتے ہیں:

"مَا خَلاَ اللّٰہُ بَاطِلُ — بے شک کُوڑ پپال
یار، فرید نہ وِسرم — مشکل محض محال"[34]

"سوائے ذات باری تعالیٰ کے باقی سب باطل فانی، جھوٹ اور فریب ہے۔ اے فرید اس ذات کو میں بھول جاؤں جس کا بھولنا مشکل اور محال ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"والذی نفس محمد بیده لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لهبط علی الله تبارک وتعالیٰ"[35]

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، اگر تم کسی کو رسی سے باندھ کر ساتویں زمین کی طرف لٹکاؤ تو تب بھی وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک ہی پہنچے گا۔"

خواجہ فریدؒ کہتے ہیں:

"وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ سرالٰہی — لَوْ دُلِّیْتُمْ فاش گواہی
ہر صورت وچ رانجھن مائی — کیتا ناز دا ڈھنگ نیارا"[36]

"و فی انفسکم کا معاملہ ایک رازِ الٰہی ہے، لو دلیتم کی حدیث صاف گواہی دے رہی ہے کہ محبوب بالا و پست سے مستغنی ہے اور ہر صورت میں جلوہ گر ہے اور اس کے ناز و ادا کے ڈھنگ عجیب ہیں۔"

کتب حدیث میں روایت ہے:

"ادبنی ربی فاحسن تادیبی"[37]

"میرے رب نے میری بہترین طریقے سے تعلیم و تربیت کی۔"

خواجہ فریدؒ کہتے ہیں:

عشق دی بات نہ سمجھنڑا اصلوں ایہہ ملوانے رُکھڑے

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ جب ہو یا شرع، مسائل مکڑے[38]

"یہ خشک دماغ ملا عشق کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھتے۔جب ادبنی ربی موجود ہے تو پھر اس کے بعد تمام شرعی سوالات اور اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں۔"

2. کتب حدیث میں روایت ہے:

"کنت کنزاً مخفیاً لا اعرف، فأحببت أن اعرف فخلقت خلقاً"[39]

"میں ایک مخفی خزانہ تھا جسے کوئی جانتا نہیں تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی۔"

خواجہ فریدؒ کہتے ہیں:

"ناصح، ناہی! نہ تھی مانع عشق اساڈا دین ایمان

کُنْتُ کَنْزًا فاش گواہی پہلوں حب خود ذات کوں آہی

جَیں سانگے تھیاں جُمل جہان[40]

"اے واعظ مجھے عشق سے نہ روک، عشق تو ہمارا دین ایمان ہے اور اصل مقصد زندگی ہے۔کنت کنزا مخفیا حدیث ذات احد کہ عشق کی دلیل ہے، پہلے تو ذات باری تعالیٰ نے اپنے جلال و جمال کے نمود کے لیے تمام جہان پیدا فرمایا اور اس ذات کی خواہش اظہار نے جہانوں کے پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا۔"

(و)۔قرآنی تلمیحات:

شعری اصطلاح میں کسی تاریخی واقعہ، مذہبی حکم، لوک داستانوی کردار وغیرہ کو اس انداز سے نظم کیا جائے کہ اس واقعہ کے نہ علم ہونے کی صورت میں شعر کی تفہیم مکمل نہ ہو اور واقعہ کا علم ہونے سے شعر کا مفہوم اور مضمون پر لطف اور زوردار ہو جائے،اسے تلمیح یا صنعت تلمیح کہتے ہیں۔خواجہ فریدؒ نے اپنے دیوان میں بہت سے مقامات پر قرآنی تلمیحات کو استعمال کیا ہے۔ان میں سے ایک کافی کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

"تیڈے نیناں تیر چلایا تیڈی رمزیں شور مچایا

المست ھزار مرایا — لکھ عاشق مار گنوایا
ابراہیم، اڑاہ اڑایو — بار برھوں سر چایا
صابر دے تن کیڑے بجھے — موسیٰ، طور جلایا
زکریا کلوتر چرایو — یحییٰ، گھوٹ کہایا
یونس پیٹ مچھی دے پایو — نوح طوفان لڑھایا"[41]

"اے محبوب تیری آنکھوں نے تیر چلائے اور تیرے اشاروں نے شور برپا کر دیا۔ ہزاروں مست اور لاکھوں عاشق مار کر گنوا دیئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے تیری محبت کا جو بوجھ سر پر اٹھایا تو تو نے اسے نمرود کی آگ میں جھونکا دیا۔ حضرت ایوب صابر کے بدن میں کیڑے ڈال دیے اور موسیٰؑ کو جلوہ کی خاطر طور کی طرف لے گیا اور وہ پہاڑ جلا دیا۔ حضرت زکریاؑ کو تو نے آرے سے چرا دیا اور حضرت یحییٰؑ کو عروسی شباب میں قتل کرا دیا۔ حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں ڈالا اور نوحؑ کو طوفان کی آزمائش میں ڈالا۔"

(ز)۔ عربی علوم وفنون کی اصطلاحات کا استعمال:

خواجہ فریدؒ کے دور میں مدارس اور خانقاہوں کے ماحول میں فقہ، اصول، کلام، معانی منطق، صرف، نحو کی درس وتدریس کا انتظام ہوتا تھا۔ ماہرین ان علوم کی ترویج واشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے ہوئے تھے۔ خواجہ فریدؒ نے بھی اپنے دور کے مروج علوم وفنون پڑھے اور ان میں مہارت حاصل کی۔ زندگی ان علوم وفنون کے مطالعے میں گزاری، ان علوم وفنون کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا، ان سے محبت کی اور ان سے دلی وابستگی کا ثبوت دیا۔ ان کی شاعری میں ایک اور منفرد پہلو جو انہیں دوسرے شعراء سے ممتاز ونمایاں کرتا ہے وہ ان علوم وفنون کے ناموں اور ان کی اصطلاحات کا ماہرانہ استعمال ہے۔ یہ دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ ان کی شاعری سوز وگداز کا سرچشمہ تو ہے ہی، ان کی علمیت کا مرقع بھی ہے۔

عربی علوم میں فقہ سے مراد وہ علم ہے جو عملی شرعی احکام سے متعلق ہے اور اسے دلائل تفصیلیہ سے نظر واستدلال کے ذریعے حاصل کیا گیا ہو۔ اسے شرع اور مسائل بھی کہا جاتا ہے۔[42] اصول سے مراد اصول فقہ ہے اور اصول فقہ ان قواعد اور دلائل اجمالیہ کا علم ہے جن کے ذریعے فقہ تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔[43] کلام سے مراد وہ علم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں بحث کی جاتی ہے اور اسلامی قانون کے مطابق مبدا اور معاد کے ممکن احوال زیر بحث لائے جاتے ہیں۔[44] معانی سے مراد وہ ذہنی صورت ہے جو الفاظ کے مقابل مفہوم کی صورت میں ذہن میں آتی ہے اور ان الفاظ سے مقصود مختلف صورتیں جو عقل میں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ جو علم ان الفاظ اور ان کے مفاہیم کو زیر بحث لاتا ہے۔ علم معانی کہلاتا ہے۔[45] منطق وہ قانونی آلہ جس کی رعایت ذہن کو فکر میں غلطی سے محفوظ رکھتی ہے۔[46] صرف وہ علم جو اعلال کی حیثیت سے کلمات کے مختلف احوال کو موضوع بحث بناتا ہے۔[47] نحو ان قواعد اور قوانین کا علم جن کے ذریعے سے معرب اور مبنی وغیرہ کے لحاظ سے عربی تراکیب کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔[48] عروض سے مراد وہ علم ہے جو شعر کے اوزان کے لیے میزان طے کرتا ہے۔ اسے میزان شعر بھی کہتے ہیں۔[49]

فقہ واصول فقہ کا میدان ہو تو قرآن وحدیث سے استدلال کرنا فقہاء اور اصولیین کا طریقہ رہا ہے۔ اس طرح علم کلام اور

علم تصوف کا میدان ہو تو قرآن وحدیث سے استشہاد کرنا متکلمین اور متصوفین کا معمول رہا ہے۔ ان علوم میں قرآن وحدیث سے استشہاد کو اپنے شعروں کا حصہ بنانا ایک قادر الکلام شاعر کے لیے تبھی ممکن ہے جب وہ فقہ واصول کے ساتھ ساتھ کلام وتصوف میں بھی یکساں مہارت رکھتا ہو۔ یہ وصف خواجہ فریدؒ کے ہاں پوری آب وتاب کے ساتھ نظر آتا ہے۔

اب دیکھئے کس خوبصورت انداز میں خواجہ فریدؒ نے ان علوم کے ناموں کا استعمال کیا ہے۔

" فقہ، اصول، کلام، معانی — منطق، نحو تے صرف مبانی
ٹھپ رکھ، ہے توحید غیور — ملاں پُٹھڑے معنی کردے
آیت درس حدیث خبر دے — صرف صداتے تھئے مغرور "[50]

" فقہ، اصول فقہ، علم کلام، علم معانی، منطق، نحو، صرف اور علم معانی کو بند کرکے رکھ دے۔ توحید غیرت مند ہے۔ اسے ان علوم کی ضرورت نہیں۔ علماء آیت، حدیث اور خبر کے عجیب وغریب معانی بیان کرتے ہیں۔ یہ بس سریلی آواز کی وجہ سے مغرور بنے ہوئے ہیں۔"

" باجھ محبت جانڑ برابر — کیا ناطق کیا ناہق صاہل
ابن العربی دی رکھ ملت — ٹھپ رکھ، فقہ، اصول، مسائل[51]

" محبت نہیں ہے تو انسان اور جانور برابر ہیں۔ فقہ، اصول اور مسائل کی کتابوں کو بند کرکے رکھ دے اور ابن عربی کا مذہب اختیار کرلے۔"

قوافی قافیہ کی جمع ہے۔ لغوی اعتبار سے گردن کے پچھلے حصہ کو کہتے ہیں۔ قافیہ سے مراد شعر کے دوسرے مصرعہ میں ان حروف کا مجموعہ ہے جو متحرک حرف سے شروع ہو اور اس کے ساتھ دو ساکن متصل ہوں۔[52] علم عروض کی اصطلاح میں بحر کلام موزون کا وہ حصہ جو شعر کی ایک خاص نوع پر مشتمل ہو۔ بحر ارکان سے مرکب ہوتی ہے اور ارکان اصول سے تشکیل پاتے ہیں۔ اصول تین ہیں۔ سبب، وتد، فاصلہ، جو بحر ایک رکن سے بنتی ہے اسے بحر مفرد اور جو دو یا دو سے زیادہ ارکان سے بنتی ہے اسے بحر مرکب کہتے ہیں، مفرد اور مرکب کل بحور انیس ہیں۔[53] اوزان، وزن کی جمع ہے اور شعر کے وزن کو کہتے ہیں، بحر اور وزن ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اب ذرا ان علوم کا استعمال دیکھیے:

" میڈا شعر، عروض، قوافی توں — میڈا بحر وی توں، اوزان وی توں "[54]

" میرے لیے تو شاعری، عروض اور علم قوافی آپ ہی ہیں۔ میری بحریں اور اوزان بھی آپ ہی ہیں۔"

تقدیس اصطلاح میں ذات باری تعالیٰ کا ان تمام صفات سے پاک ومنزہ ہونا جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لائق نہیں ہیں۔ تمام دنیوی نقائص سے پاک ہونا اور ان تمام صفات سے پاک ہونا جو موجودات میں سے کسی کا کمال سمجھی جاتی ہیں۔ تقدیس تسبیح سے کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے اخص ہے۔[55] ذات باری تعالیٰ کا بشری اوصاف سے پاک ومنزہ ہونا تنزیہ کہلاتا ہے۔[56] باری تعالیٰ کی صفات کو مقید قرار دینا، تقیید کہلاتا ہے۔[57] علم کلام میں تشبیہ سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کو مخلوقات کے ساتھ مشابہ قرار دینا ہے۔[58] شعر وہ مقفّی اور موزون کلام جسے اسی نیت اور ارادے سے کہا گیا ہو۔[59] اب ذرا ان اصطلاحات کا استعمال دیکھئے:

"اول آخر ظاہر باطن یار عیان بیانءِ
کتھ منصوری تے طیفوری کتھ سرمد صنعانءِ "[60]

"محبوب تو اول بھی ہے اور آخر بھی۔ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔اس کا بیان تو واضح ہے۔ محبوب کی تلاش میں منصوری اور طیفوری کہاں ہیں اور سرمد صنعانی کہاں ہے۔؟"

"تقدیس کتھاں، تنزیہہ کتھاں؟ تقیید اَتے تشبیہ کتھاں؟
ہے حیرت، سکھ تسلیم رضا سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ"[61]

"تقدیس کہاں ہے اور تنزیہہ کہاں ہے۔؟ تقیید اور تشبیہ اس باب میں کہاں ہے۔؟ یہاں تو حیرت ہی حیرت ہے۔ بس رضائے محبوب کے سامنے سر جھکانا سیکھ لے۔اللہ تعالیٰ تو پاک ہے، وہ تو سبحان ہے۔"

(ح)۔وقوف اطلال:

عربی قصیدہ کے موضوعات میں سے ایک شاندار موضوع محبوب کے ویران شدہ ٹیلے اور گھروندے پر کھڑا ہونا اور وہاں محبوب کی اداؤں کو یاد کرنا ہے، جسے عام طور پر وقوف اطلال (ٹیلوں پر ٹھہرنا) کہا جاتا ہے۔قدیم عرب شعراء میں سے اکثر اپنے قصائد کا آغاز وقوف اطلال ہی سے کرتے ہیں اور اتنا زور دار مطلع کہتے ہیں کہ یہ قصیدے کی جان اور پہچان بن جاتا ہے۔احمد حسن زیات عربی قصیدے کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"والابتداء بذكر الاطلال والديار، لانهم اهل خيام و مضارب، والاف انتجاع وظعن، فلا يكاد الشاعر يمر بمكان حتى يذكر عهدا قضاه فيه، وأحبة ترحلوا عنه، فتهيجه الذكرىٰ، فيحييه، ويبكيه"[62]

"عربی قصیدے کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا آغاز محبوب کے ٹیلوں اور گھروندوں کے ذکر سے ہوتا ہے، کیونکہ اہل عرب خیموں اور طنابوں کا استعمال کرنے والے تھے۔گھاس کی تلاش کے شوقین اور اس کے لیے کجاوے تیار رکھنے والے تھے۔چنانچہ جب شاعر کا گزر کسی ایسے مقام پر سے ہوتا جس میں وہ کبھی رہائش اختیار کر چکا ہوتا تو وہ اس گزرے ہوئے عہد اور زمانے کے یاد کرتا، کوچ کر جانے والے اپنے محبوب لوگوں کو یاد کرتا۔تو ان کی یاد اسے غمناک کر دیتی۔وہ انہیں یاد کر کے خراج عقیدت پیش کرتا اور اپنے آنسو بہاتا۔"

سبع معلقات میں سات قصائد شامل ہیں،ان سات قصائد میں سے پانچ کا آغاز وقوف اطلال سے ہوتا ہے، مثلاً امرؤالقیس کے قصیدے کا مطلع کچھ اس طرح ہے:

"قفانبک من ذکری حبیب ومنزل بسقط اللوی بین الدخول فحومل"[63]

"اے دونوں دوستو ذرا ٹھہر و تاکہ ہم محبوبہ اور اس کے اس گھر کی یاد تازہ کر کے رولیں جو ریت کے ٹیلے کے آخر پر مقامات دخول اور حومل کے درمیان واقع ہے۔"

بعد میں آنے والے شعراء نے اس انداز کو اگرچہ نظر انداز کیا ہے مگر وقوف اطلال کی اہمیت ان کے ہاں بھی بہر صورت

مسلم رہی ہے۔وہ کسی نہ کسی طریقہ سے وقوف اطلال اور اس کے لوازمات کے ذکر کے لیے اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں جنہیں بیان کرنے کا یہ محل نہیں ہے۔

روہی کی سرزمین خواجہ فریدؒ کی محبوب سر زمین ہے۔روہی کے مناظر کو انہوں نے ایک ماہر مصور کی طرح پیش کیا ہے۔اس روہی کے ماحول کی ویرانی اور اس کے درد کی کہانی خواجہ فریدؒ کا منفرد موضوع ہے۔خواجہ فریدؒ نے قصیدہ نہیں کہا بلکہ سرائیکی شاعری کی منفرد صنف کافی کہی ہے۔انہوں نے اپنی بعض کافیوں میں روحی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس پر کسی عربی شاعر کے وقوف اطلال کا گمان ہوتا ہے۔وہ کہتے ہیں:

"جِتھ تھلڑا جِتھ دربوں ہے یار — اُتھ ہر ویلے لدبوں ہے یار
تِڈڑے چیکِن، گیرے گھُوکِن — جُر کھاں، تر کھاں، لونبڑ کُوکِن
گوہیں شُوکِن، سانھے بھُوکِن — ناگیں دی شُوں شُوں ہے یار"[64]

"روہی کے مقامات جہاں تھل اور دربوں جیسے موقعے موجود ہیں وہاں عشاق کے لیے ہر وقت خطرہ موجود رہتا ہے اور ڈرانے والے سامان دربون دربوں کرتے رہتے ہیں۔اس منزل محبت میں اس قدر ویرانی ہے کہ یہاں جھینگر چیختے ہیں فاختائیں حق ھو کا ذکر کرتی ہیں، لگڑ بگڑ، لومڑیاں، گوہیں، سانھے اور سانپ جو بالکل ویرانوں میں رہنے والے جانور ہیں بولتے رہتے ہیں۔"

بلا شبہ خواجہ فریدؒ کی شاعری مؤثر ترین شعری اسالیب اور قابل تقلید تخلیقی رویوں سے مملو ہے، شاندار ادبی روایات کی بنیاد ہے۔ان شاعری کی تاثیر کے حوالے سے ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر کہتے ہیں:

"حضرت خواجہ فریدؒ کی تخلیقی کائنات بے شمار فکری جہتوں کی امین ہے، فرید کی اسلوبی انفرادیت، مخصوص لفظیات، لسانی تشکیلات اور منفرد علامتی نظام ہزار سالہ شعری ادب کی تاریخ میں انتہائی بے مثل مقام کا حامل ہے۔فرید بلا شبہ بیسویں صدی کے بہت بڑے زبان دان کی حیثیت رکھتے ہیں، عربی، فارسی اور اردو کے علاوہ پاکستانی زبانوں کے ادبی ورثہ، شعری اسالیب، تخلیقی رویوں۔اسطوری ادبی روایات اور مختلف زبانوں کے مخصوص لسانی مزاج سے گہری آگہی بھی فرید کو ایک ایسی تخلیقی تہذیب عطا کرتی ہے جس کی تقلید ممکن نہیں۔"[65]

خواجہ فرید کی شاعری کی متنوع ادبی جہات کی حامل ہے، ان کے ہاں استعمال کیے جانے والے الفاظ، کلمات، جملے، تلمیحات اور اقتباسات ان کی فکری مقبولیت کا سبب ہیں، ان کے اسلوب کی انفرادیت کو واضح کرتے ہیں۔ان کی شاعری مختلف زبانوں کا خوبصورت امتزاج پیش کرتی ہے۔خاص طور پر ان کی شاعری میں عربی زبان کے اثرات بہت نمایاں ہیں۔

نتائج بحث:

3. خواجہ غلام فریدؒ کی شاعری میں عربی زبان سے تاثر واضح ہے مگر یہ تاثر عربی نثر یا عربی شاعری سے بہت کم، مگر قرآن وحدیث اور تصوف سے بہت زیادہ منعکس ہوتا نظر آتا ہے۔فکری لحاظ سے ان کے کلام کے معانی ومطالب میں جو عمق اور گہرائی ہے، شاید، عربی کلمات کے استعمال کیے بغیر انہیں ادا کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

4. ان کے سرائیکی دیوان کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ عربی زبان وادب سے ان کا لگاؤ قرآن کریم، حدیث نبوی اور دیگر علوم اسلامیہ کی وجہ سے ہے۔ یہ یقیناً ان کی تعلیم وتربیت، ان کے اسلامی ماحول اور ان کے صوفیانہ رجحان کی وجہ سے ہے۔
5. انھوں نے اپنی شاعری میں قرآن وحدیث کے اقتباسات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ سمویا ہے۔ یہ اقتباسات ان کے افکار ونظریات کے دلائل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی قدرت زبان پر بھی شاہد ہیں۔
6. عربی کے مختصر اور بلیغ جملوں کو بڑی مہارت کے ساتھ کافیوں کا مستقل حصہ بنایا جانا، ان کی دقت نظری اور فکری عمق کے شواہد بننے کے ساتھ ساتھ کلام کے حسن وجمال اور زور بیان میں اضافے کا سبب بھی بنے ہیں۔
7. ان کی شاعری کا مرکزی موضوع نظریہ وحدت الوجود ہے۔ انہیں اپنے عہد میں نظریہ وحدۃالوجود کا بہترین اور مؤثر ترین شارح کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔
8. قرآنی اور اسلامی تاریخ کی تلمیحات کا استعمال ان کے ہاں بہت سادہ، سہل اور واضح ہے۔ اس جہت سے بھی علوم عربیہ سے ان کی وابستگی واضح ہے۔
9. خواجہ فریدؒ روہی کے ماحول کے بہترین عکاس اور مصور ہیں، روہی کے ماحول کو وہ بعض اوقات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس پر جاہلی دور کے شعراء کے وقوف اطلال کا گمان ہوتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] Muḥammad Sa'īd Aḥmad Shaykh, *Jahan Farīd* (Lahore: Beacon Books, n.d.), p: 91.

شیخ، محمد سعید احمد، جہان فرید، بیکن بکس لاہور، ص: ۹۱

[2] Shaykh, *Jahan Farīd*, p: 23.

ایضاً، ص: ۲۳

[3] Farīd Khwajah, *Dīwān Farīd*, ed. Qays Farīdī (Multān: Jhowk Publishers, 2013).

خواجہ فرید، دیوان فرید، مرتب: قیس فریدی، جھوک پبلشرز ملتان، ۲۰۱۳ء، ص: ۸۱۲

[4] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 23.

ایضاً، ص: ۳۲

[5] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 531.

ایضاً، ص: ۵۳۱

[6] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 53.

ایضاً، ص: ۵۳

[7] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 71.

ایضاً، ص: ۱۷

8 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 81.

ایضاً، ص: ۸۱

9 Khwajah, *Dīwān Farīd,* p: 53.

ایضاً، ص: ۵۳

10 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 73.

ایضاً، ص: ۷۳

11 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 80.

ایضاً، ص: ۸۰

12 Khwajah, *Dīwān Farīd,* p: 73 - 83.

ایضاً، ص: ۸۳۔۷۳

13 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 93.

ایضاً، ص: ۹۳

14 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 50.

ایضاً، ص: ۵۰

15 .Ibid,100,101

16 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 100, 101.

ایضاً، ص: ۱۰۱، ۱۰۰

17 Muḥammad Karam Shah Al Azharī, *Ḍiyā' al Qur'ān* (Lahore: Ḍiyā' al Qur'ān Publications, 1995), 5: 109.

ازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۵ء، ۵: ۱۰۹

18 Abū al Āla Sayyid Mawdūdī, Tafhīm al Qurān (Lahore: Idārah Tarjumān al Qur'ān, 1980).

مودودی، ابوالاعلیٰ سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۸۰ء

19 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 22, 23.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۲۳، ۲۲

20 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 871.

ایضاً، ص: ۸۷۱

21 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 522.

ایضاً، ص: ۵۲۲

22 Muḥammad 'Alī Al Ṣābūnī, *Ṣafwah al Tafāsīr* (Karachi: Maktabah Iḥsān, n.d.), 1: 282.

صابونی، محمد علی، صفوۃ التفاسیر، مکتبۃ الاحسان کراچی، ۱: ۲۸۲

23 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 34.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۳۴

[24] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 66.

ایضاً، ص: ٦٦

[25] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 28.

ایضاً، ص: ۲۸

[26] . Azhari,Muhammad karm Shah,Zia ul Quran,3:415

[27] Al Azharī, *Ḍiyā' al Qur'ān*, 3: 415.

ازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ۳: ۴۱۵

[28] Mawdūdī, *Tafhīm al Qurān*, 4: 584.

تفہیم القرآن ۴: ۵۸۴

[29] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 34.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۳۴

[30] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 18.

ایضاً، ص: ۱۸

[31] Khwajah, *Dīwān Farīd*, pp: 831 - 931.

ایضاً، ص: ۸۳۱-۹۳۱

[32] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 961.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۹٦۱

[33] Muḥammad bin Ismā'īl Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī* (Beirūt: Dār Ibn Kathīr, 1432), Ḥadīth # 1483, 9846.

بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، دار ابن کثیر، بیروت ۱۴۳۴ھ، رقم حدیث: ۹۸۴٦، ۱۴۸۳

[34] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 28.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۲۸

[35] Ḥussayn bin Aḥmad Al Bayhaqī, *Al Asmā Wal Ṣifāt* (India: Maṭba'ah Anwār Aḥmadī, 1331), 2: 782.

بیہقی، حسین بن احمد، الاسماء والصفات، مطبع انوار احمدی، الہ آباد ہند، ۱۳۳۱ھ، ۲: ۷۸۲

[36] Khwajah, *Dīwān Farīd,* p: 871.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۸۷۱

[37] Muḥammad bin 'Abd al Raḥmān Al Sakhāwī, *Al Maqāṣid al Ḥasanah* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1399), p: 92.

سخاوی، محمد بن عبدالرحمان، المقاصد الحسنہ، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۳۹۹ھ، ص: ۹۲

[38] Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 571.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۵۷۱

39 Al Sakhāwī, *Al Maqāṣid al Ḥasanah*, p: 723.

سخاوی، محمد بن عبد الرحمان، المقاصد الحسنہ، ص: ۷۲۳

40 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 431.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۴۳۱

41 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 12.

ایضاً، ص: ۱۲

42 Mīr Sayyid Sharīf Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt* (Dār al Manār, n.d.), p: 911.

جرجانی، میر سید شریف، التعریفات، دار المنار، س ن، ص: ۹۱۱

43 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 42.

ایضاً، ص: ۴۲

44 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 301.

ایضاً، ص: ۳۰۱

45 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 351.

ایضاً، ص: ۳۵۱

46 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt,* p: 261.

ایضاً، ص: ۲۶۱

47 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 59.

ایضاً، ص: ۵۹

48 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 661.

ایضاً، ص: ۶۶۱

49 Muḥammad A'alā Thānawī, *Kashāf Isatalaḥāt al Fanūn* (Lahore Sohayl Academy 1399 AH), 2: 689.

تھانوی، محمد اعلیٰ، کشاف اصطلاحات الفنون، سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳ھ، ۲: ۶۸۹

50 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 36.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۳۶

51 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 18.

ایضاً، ص: ۱۸

52 Ibrāhim Muṣtafā et al., *Al Mu'jam Al Wasīṭ*, (Cairo: Mu'jam Al Lughah Al 'Arabiyyah, 1429).

المعجم الوسیط، ابراھیم مصطفیٰ، قفی (زیر مادہ: قفی)

53 Thānawī, *Kashāf Isatalaḥāt al Fanūn*, 1: 711.

تھانوی، محمد اعلیٰ، کشاف اصطلاحات الفنون، ۱: ۷۱۱

54 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 331.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۳۳۱

55 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 74.

جرجانی، التعریفات، ص: ۷۴

56 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 50.

جرجانی، التعریفات، ص: ۵۰

57 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 851.

جرجانی، التعریفات، ص: ۸۵۱

58 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 19, 29.

جرجانی، التعریفات، ص: ۱۹، ۲۹

59 Al Jurjānī, *Al Ta'rīfāt*, p: 19, 29.

جرجانی، التعریفات، ص: ۱۹، ۲۹

60 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 632, 732.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۶۳۲۔ ۷۳۲

61 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 251.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۲۵۱

62 Aḥmad Ḥasan Al Zayyāt, *Tārīkh al A'dab al 'Arabī*, 3rd ed. (Dār al Ma'ārif, 2014), p: 72.

احمد حسن زیات، تاریخ الادب العربی، دار المعرفۃ بیروت، ۱۹۹۳ء، ص: ۷۲

63 Al Zowzānī, *Sharḥ al Mu'llaqāt al Ṣaba'* (Lahore: Dār Nashr al Kutub al Islāmiyyah, n.d.), p: 7.

الزوزنی، شرح المعلقات السبع، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ص: ۷

64 Khwajah, *Dīwān Farīd*, p: 55.

خواجہ فرید، دیوان فرید، ص: ۵۵

65 Khawājah Farīd, *Dīwān Khawājah Farīd*, ed. Ṭāhir Maḥmūd Kowrījah (Lahore: Al Faysal Nāshirān wa Tājirān, 2012), p: 23.

خواجہ طاہر محمود کوریجہ (مترجم)، دیوان خواجہ فرید بمطابق قلمی نسخہ ہائے قدیم، (فرید جوہر افکار کا افشاء: ڈاکٹر نصر اللہ خان ناصر)، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، ۲۱۰۲ء، ص: ۲۳